حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ

پانچ لاکھ روپے

"حضرت محمدؒ ابنِ حنفیہؒ کے"

فقیر نے اپنے مضمون مندرجہ نقیب ملتان بابت ماہ جون ۱۹۰۰ء میں ص ۲۷ پہ حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ کے تذکرے میں لکھا تھا کہ موصوف یزید کے پاس کافی عرصہ رہے وہ آپ کا بے حد احترام کرتا تھا اور آپ سے دینی مسائل پوچھتا رہتا تھا پھر جب آپ رخصت ہونے لگے تو یزید نے آپ کی خدمت میں پانچ لاکھ روپے نقد اور ایک لاکھ روپے مالیت کے تحائف پیش کئے جو آپ نے قبول فرما لئے۔ مفصل نقیب مذکورہ میں دیکھیں۔ یہ بات مشہور ہے کہ پاکستان کے اعوان حضرت ابنِ حنفیہ کی اولاد ہیں اور جناب چکوالی صاحب بھی اعوان ہونے کے ناطے سے حضرت ابنِ حنیفہ رحمہ اللہ کی اولاد میں بھی ہیں، جب چکوالی صاحب نے یہ حوالہ پڑھا تو موصوف کے تن بدن میں آگ ہی تو لگ گئی کہ حضرت ابنِ حنفیہ ہاشمی بھی ہوں پھر چکوالی صاحب کے جدِ امجد بھی ہوں اور پھر یزید عبشمی جو (بقول چکوالی صاحب) پلید ہے پانچ لاکھ روپے نقد اور ایک لاکھ کے قیمتی تحائف بھی وصول کریں۔ اس پر موصوف نے کافی خامہ فرسائی کی اور دلچسپ شگوفے چھوڑے کیونکہ اس سے تو یزید کی خوبی معلوم ہوئی تھی ـــــ ذی علم ناظرین پڑھ کر سر پکڑ لیں گے چنانچہ آپ نے لکھا کہ:

۱۔ "آپ کا یہ لکھنا غلط ہے کہ حضرت ابنِ حنفیہ دمشق معاً لعاتی دَورے پر گئے تھے

۲۔ ابنِ کثیر سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یزید سے اہلِ مدینہ کی مخالفت (واقعہ حرہ) سے پہلے کہیں وہ یزید کے پاس گئے تھے۔

۳۔ پھر یہ بھی فرمائیں کہ یزید نے حضرت ابنِ حنفیہ کو جو پانچ لاکھ روپے نقد اور ایک لاکھ کے تحائف پیش کئے تھے۔ اگر یہ رقم بیت المال کی تھی تو یہ قوم کی امانت تھی یہ تو ایک رشوت کی صورت ہے۔

۴۔ اور اگر یہ یزید کی ذاتی رقم تھی تو اس نے یہ کہاں سے حاصل کی تھی کیا عادل اور راشد خلیفہ اتنا ہی مالدار ہوتا ہے۔

۵۔ پھر حضرت محمد ابنِ حنفیہ نے اتنی خطیر رقم قبول کیوں کی کیا ان کی زندگی بھی سرمایہ دارانہ تھی۔

۶۔ حافظ ابنِ کثیر نے اس رقم کا بالکل ذکر نہیں کیا۔

۷۔ یہ روایت بلاسند ہے" ماہنامہ حق چار یار ص۲۹ بابت اکتوبر ۹۰ء

الجواب

چکوالی صاحب ——! اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی۔

۱۔ اگر حضرت ابن حنفیہ مطالعاتی دورہ پر یزید کے حالات معلوم کرنے کے لئے از خود دمشق میں یزید کے پاس نہیں گئے تھے تو کیا جتنا عرصہ وہ دمشق میں یزید کے پاس رہے آنکھیں بند کرکے بیٹھے رہے تو پھر موصوف نے اہلِ مدینہ کو کیوں فرمایا تھا کہ میں دمشق میں یزید کے پاس تم سے زیادہ عرصہ رہا ہوں۔ میں نے تو اس میں وہ خرابیاں نہیں دیکھیں جو تم بیان کرتے ہو۔ میرا چشم دید مشاہدہ یزید کے متعلق یہ ہے کہ وہ نمازوں کا پابند تھا۔ وہ نیکیوں کی تلاش میں رہتا تھا۔ سنتِ نبویؐ کی پابندی کرتا تھا۔ فقہ کے مسائل پوچھتا رہتا تھا —— لطفاً" ناظرین مکمل تفصیلات ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان ماہ جون ۹۰ء ص۲۲ پر دیکھیں تو ناظرین کرجناب چکوالی صاحب کی پہلی بانگی کی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔

۲۔ یزید نے حضرت ابن حنفیہ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ اس عرصہ میں آپ نے مجھ میں جو خرابیاں دیکھی ہیں وہ مجھے بتادیں تاکہ میں انہیں چھوڑ دوں۔ اس پر حضرت ابن حنفیہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر میں تم میں کوئی بُرائی دیکھتا تو تمہیں ضرور آگاہ ہی کرتا۔ لیکن میں نے تو تم میں صرف خیر اور بھلائی ہی دیکھی ہے"

(انساب الاشراف جلد ۳ ص۲۷ طبع بیروت)

یہاں ناظرین یہ ذہن میں رکھیں کہ حضرت محمد بن حنفیہ جناب چکوالی صاحب کے جدِ امجد ہیں اور ان کو تو یزید میں صرف خیر اور بھلائی ہی نظر آتی تھی مگر چکوالی صاحب کی نگاہ میں یزید میں صرف فسق ہی فسق نظر آتا ہے۔ حضرت سعدی رحؒ نے شاید چکوالی صاحب کے لئے ہی یہ شعر کہا ہے ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است | گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

وَلِلّٰہِ فِی خَلْقِہٖ شُیُوْنٌ —— یہ شاید ایران کے مہذب سبائی عینک کے کرشمے ہیں۔

۳۔ پھر جب حضرت ابنِ حنفیہ رحؒ کو صحیح صورتِ حال اپنی چشم دید سے معلوم ہوگئی تو آپ نے تفصیل سے وفدِ مدینہ کے ایک ایک اعتراض کا منہ توڑ اور دندان شکن جواب دیا اور تمام زعمی اعتراضوں کو

مُسترد کر دیا ۔

۴ ۔ ابن کثیر سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یزید سے اہل مدینہ کی مخالفت (واقعہ حرّہ) سے پہلے کہیں وہ (ابن حنفیہ رح) یزید کے پاس گئے ہیں ۔

جواب (الف) ۔ ابن حنفیہ پہلے گئے ہوں یا بعد میں گئے ہوں ۔ یزید اگر فاسق و فاجر تھا تو پہلے اور بعد کا کیا فرق پڑتا ہے ۔ (ب) اور پھر وفد مدینہ بھی تو واقعہ حرّہ سے پہلے ہی گئے تھے اور ان کو (بن دیکھے ہی) یزید کا فسق بھی نظر آ گیا تھا ۔ جس کی بناء پر ان لوگوں نے یزید کی مخالفت میں خون خرابہ کیا تھا ۔ تو بات کیا بنی یہ تو چکرالی صاحب یزید دشمنی میں محض "سخن سازی" بھی فرما رہے ہیں جو پہلے اور بعد کا فرق نکال رہے ہیں ۔ ہائے رے ایرانی محدب سبائی شیشہ ۔

۵ ۔ "یزید نے جو رقم اور مال و منال حضرت ابن حنفیہ رح کو دیا ۔ اگر یہ بیت المال کا تھا تو یہ قوم کی امانت تھی ، یہ تو ایک طرح رشوت کی صورت ہے ۔

جواب :۔ اوّل :۔ اگر قوم کی امانت سے کسی کو رشوت کی رقم دی جائے تو وہ رشوت ہوتی ہے ۔ تو اگر کوئی شخص اپنے ذاتی مال سے کسی کو بطور رشوت کچھ دے تو کیا وہ رشوت نہیں کہلائے گی ؟

دوم (الف) ۔ آپ نے خود دفاع حضرت معاویہ رض ص۱۰۱ پر لکھا ہے کہ کوفہ کے بیت المال سے بحکم حضرت معاویہ رض ، حضرت حسن رض نے ستر لاکھ روپے وصول فرمائے تھے ۔ تو یہ رقم خطیر تھی یا حضرت ابن حنفیہ کے پانچ لاکھ کی رقم خطیر تھی ۔ پھر یہ بھی رشوت کی صورت تھی یا نہیں ۔ اور یہ رقم بھی قوم کی امانت نہ تھی ـــ ؟

ب :۔ یہ بھی آپ نے ہی لکھا ہے (ص۱۰۱ دفاع حضرت معاویہ رض) کہ حضرت معاویہ رض نے حضرت حسن رض کو چار لاکھ درہم یکمشت دیئے تھے ، کیا رقم بیت المال کی تو نہ تھی ؟ اور کیا یہ بھی رشوت تو نہ تھی ؟

ج :۔ اور خود آپ نے بھی اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رض حضرت حسن رض کو دس لاکھ روپے سالانہ دیا کرتے تھے اور حضرت حسن صلح کے بعد دس برس زندہ رہے تو یہ ایک کروڑ روپے بن گئے تو کیا یہ رقم بھی بیت المال کی تو نہ تھی ۔ اور کیا یہ رشوت کی صورت تو نہ تھی ۔ ؟

د ۔ اور پھر آپ نے ہی اسی صفحہ ص۱۰۱ پہ یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ رض نے حضرت حسن رض

کو تین لاکھ روپے نقد۔ ایک ہزار قیمتی کپڑے، تیس ۳۰ غلام اور ایک سو ۱۰۰ عطا کئے۔ اب جناب ایک ہزار کپڑوں کی قیمت اور تیس غلاموں کی قیمت اور سو اونٹوں کی قیمت جمع کریں تو یہ سب مل ملا کر اڑھائی کروڑ سے زیادہ کی رقم بن جاتی ہے تو یہ تمام مال ومنال مسلمانوں کے بیت المال کا تو نہ تھا اور رشوت کی صورت تو نہ تھی ؟ سچ کہا کسی نے :۔

حَفِظْتَ شَیْئاً وَ غَابَتْ عَنْکَ اَشْیَاءُ۔

اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ حضرت حسینؓ کو بھی لاکھوں سالانہ کے حساب سے دیتے رہے اور مقررہ وظیفہ دس لاکھ سالانہ تھا جو سیدنا حضرت حسینؓ لیتے رہے اور حضرت معاویہؓ کی زندگی بیس برس تک لیتے رہے تو دو کروڑ تو یہ ہوئے اور غیر مقررعطایا ان کے علاوہ تھے۔ اب جناب چکوالی صاحب ان رقوم خطیرہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ یہ سب مال بیت المال کا تو نہ تھا اور یہ رشوت کی صورت تو نہ تھی پھر چکوالی صاحب نے ص۱۰۵ اور ص۱۰۶ پر "کروڑوں روپے" کا لفظ لکھا ہے۔ یہ تو حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی بات تھی۔

وہ اب جگہ تھام کر ذرا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وفدِ مدینہ کی بات بتائیے کہ مدینہ منورہ سے جو وفد یزید کے پاس دمشق گیا تھا ان کی تعداد امام ابن کثیر نے یوں لکھی کہ :۔ اس وفد میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ اور حضرت عبداللہ بن ابوعمرو حضرمی اور منذر بن زبیرؓ اور اھلِ مدینہ کے "جُمُوعٌ کَثِیْرَۃٌ"۔ بہت سے گروہ تھے ص۲۱۶/۸ تو اگر ان جموع کثیرہ کی تعداد صرف بیس ہی ہو تو تیس ۳۰ نفر یہ ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کو یزید نے ایک ایک لاکھ روپیہ دیا تھا تو تیس ۳۰ لاکھ روپیہ تو یہ ہوا۔

پھر ابن کثیر نے بھی ص۲۲۱/۸ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ کے آٹھ بیٹے بھی ان کے ساتھ تھے اور یزید نے ہر لڑکے کو دس دس ہزار روپیہ دیا تھا تو یہ اسی ہزار روپیہ بن گیا تو اب چکوالی صاحب صاحب بتائیں کہ یہ تقریباً چوبیس لاکھ روپے جو وفد مدینہ کو دیئے تھے یہ بھی بیت المال کے تو نہ تھے اور کیا یہ بھی رشوت کی صورت تو نہ تھی۔ فقیر کو افسوس ہوتا ہے کہ چکوالی صاحب کی علمی وسعتِ نظر بہت کم نظر آتی ہے مگر باتیں بڑی بڑی فرماتے ہیں۔ وائے گر پس امروز بود

نمبر ۸:- اب چکوالی صاحب اپنی بات کریں۔ جناب نے جو لاکھوں روپے مالیت کی دو موٹر گاڑیاں (ایک جیپ اور ایک ویگن) رکھ رکھی ہیں۔

اور آپ نے ایک نہ دو۔ بلکہ تین ٹیلیفون لگوا رکھے ہیں ایک اپنے گاؤں موضع بھیس میں جس کا نمبر ۱ ہے دوسرا چکوال چکوالی مدنی جامع مسجد میں جس کا نمبر ۲۴۲۴ ہے اور تیسرا ٹیلیفون اپنے رسالہ حق چار یار اچھرہ لاہور میں جس کا نمبر ۴۱۶۱۰۷ ہے اور آپ حضرت مدنی کے "عادل اور راشد" خلیفہ ہیں تو کیا آپ کی زندگی بھی اتنی ہی سرمایہ دارانہ ہے، جب کہ آپ کے والد صاحب مرحوم کے پاس تو بائیسکل بھی نہ تھی پھر آپ اس یزید کے منہ آتے ہیں جس کی حکومت تین براعظموں پر تھی۔ مزید حساب کیجئے!

اب ذرا اپنا حساب بھی کیجئے کہ آپ نے اپنی روداد سال گزشتہ میں لکھا ہے کہ امسال آپ کو آٹھ لاکھ پینتالیس ہزار چھ سو نوے روپے نوے پیسے کی آمدن ہوئی ہے۔ اور ایک روداد میں ہی یہ اعلان بھی فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں آخری فیصلہ امیر انجمن غفرلہ (یعنی خود ذات بدولت) کا ہوگا۔

تو اس طرح تو اتنی بڑی رقم کے خرچ کے لئے آپ کسی کے سامنے جواب دہ بھی نہیں ہیں بلکہ خود مکمل مختار مطلق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب نے اپنے کارکنوں کی ایک رجمنٹ بھرتی کر رکھی ہے جن کو فراخ دلی سے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ پھر بہترین کاغذ، کتابت، طباعت اور چار یا پانچ رنگے ٹائٹلوں کی سات سات سو صفحات کی کتابیں اور رسالے چھاپے جاتے ہیں۔ نت نئے نمونہ کے سرورق کے ساتھ رسالہ حق چار یار چھپتا ہے۔ تو کیا جناب کے یہ سب اللے تللے آپ کے جدامجد حضرت محمد بن حنفیہ کے پانچ لاکھ لینے سے کیا نسبت رکھتے ہیں۔ جناب حافظ نے کیا خوب فرمایا۔

فقیہ مدرسہ شب مست بود و فتویٰ داد! کہ مے حرام ولے بہ ز مال اوقاف است

اے شیفتہ وہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی۔ میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے۔

جس زمانہ میں فقیر کی چکوالی صاحب سے خط و کتابت تھی تو دو تین جوابی خطوط سے چکوالی صاحب کی علمیت کا اندازہ ہو گیا تھا کہ موصوف کی علمیت محدود ہے اور پھر جوابوں میں بھی خیانتیں اور تلبیس فرماتے ہیں تو فقیر نے بڑی دلسوزی سے چکوالی صاحب کو لکھا تھا۔ کہ اگر صحیح جواب نہ بن سکے تو جواب برائے جواب و اعتراض نہ دیا کریں کیونکہ اگر فقیر لکھنے پر مجبور ہوا تو جناب کی بھی ہوا خیزی ہو گی۔

لیکن بصدِ افسوس کہ جس سے ڈرتے تھے وہی بات ہوئی

قارئین کرام اس مضمون کے ساتھ فقیر کے دو مضمون مندرجہ نقیب بابت ماہ نومبر دسمبر ۹۰ء میں ضرور دیکھ لیں تاکہ چکوالی صاحب کی علمیت اور دیانت کے حدود اربعہ آپ کے زیر نظر آجائیں۔

دراصل جناب چکوالی صاحب بنو امیہ دشمنی میں یزید اور دوسرے بنو عبشم کے متعلق خواہ بات بنے یا نہ بنے شگوفے کھلاتے ہی رہتے ہیں اور منجملہ ان شگوفوں کے حضرت ابن حنفیہ کے پانچ لاکھ روپے یزید سے لینے پر اعتراض کا یہ شگوفہ بھی ہے جو درحقیقت دانستہ یا نادانستہ سبائیت نوازی بھی ہے

چکوالی صاحب نے لکھا ہے کہ روایت ابن کثیر نے نہیں لکھی اور یہ بے سند ہے۔ الجواب یہ کہاں کا اصول ہے جس روایت کو ابن کثیر نہ لکھے بلاذری لکھے (جو صدیوں ابن کثیر سے متقدم ہے) تو وہ روایت مردود ہے کوئی حوالہ ــــــ آپ کا یہ لکھنا کہ بلاذری کو آخر عمر میں وسواس کی بیماری ہوگئی تھی۔ بے معنی ہے ثابت کیجئے کہ بلاذری نے انساب الاشراف وسواس کا عارضہ لاحق ہو جانے کے بعد لکھی تھی پھر بے سند روایت کی بات ہے تو فقیر نے آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ نے "سلامہ اور احوص" کا شرمناک افسانہ جو حرف بحرف اپنے زورِ بازو سے تراشا تھا وہ بھی بے سند ہے اس کی سند بتایئے پھر یزید کو امیرالمومنین کہنے پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تیس کوڑے لگوائے تھے اس کے صرف دو ہی راوی ہیں نوفل بن ابی عقرب اور یحییٰ ابن عبدالمطلب اور دونوں ہی مجہول ہیں اور پھر حضرت ابن حجر سے حضرت عمر بن عبدالعزیز تک کتنی صدیاں درمیان میں واقع ہیں اور پھر اس روایت مجہولہ کو امام ابن سعد نے طبقات ذکر حضرت عمر بن عبدالعزیز میں بالکل ذکر نہیں کیا جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا کوئی طویل ترجمہ بیسیوں صفحات پر پھیلا کر لکھا ہے و من ادعیٰ فعلیہ البیان۔ واللہ المستعان۔ تو امید ہے کہ جناب چکوالی صاحب کے مزاج اب درست ہو جائیں گے۔ واللہ ولی التوفیق

چہ غم دیوارِ امت را چو مظہر ہست پشتی بان
چہ غم کشتیٔ امت را چو مظہر ہست کشتی بان

هدانا الله وایاکم الی سوی الصراط (آمین)